# انسانی علم اور مشورہ واستخارہ

مولانا عبدالمتین
کراچی

انسان اپنی محدود عقل، ناقص فہم اور مختصر تجربہ اور مشاہدے کے ساتھ زندگی کے پیچیدہ راستوں میں قدم رکھتا ہے۔ کبھی اسے کسی فیصلے میں خیر نظر آتی ہے، مگر انجام نقصان دہ نکلتا ہے، اور کبھی کسی چیز کو ناپسند کرتا ہے، مگر بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ اسی میں بھلائی پوشیدہ تھی۔ انسان کا علم محدود جبکہ اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے، وہ ماضی، حال اور مستقبل کا جاننے والا، ظاہر و باطن کا واقف اور خیر و شر کے تمام پہلوؤں سے باخبر ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن کریم میں نہایت بلیغ انداز میں بیان کیا گیا ہے:

''وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ''

''ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو، اور یہ بھی ممکن ہے تم کسی چیز کو پسند کرو، حالانکہ وہ تمہارے حق میں نقصان دہ ہو، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

(سورۃ البقرۃ:۲۱۶)

یہ آیت انسان کی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ کو واضح کرتی ہے۔

## استخارہ اور استشارہ

اسی لیے شریعت نے بڑے فیصلوں میں دو عظیم سنتیں عطا فرمائیں:

❶ - استشارہ (مشورہ)

❷ - استخارہ (اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا)

ایک کا تعلق اسبابِ ظاہری اور زمینی دنیا سے ہے اور دوسرے کا تعلق ربِّ کریم کی بارگاہ سے ہے۔

## استشارہ کیا ہے؟

’’استشارہ‘‘ کا مطلب ہے: اہلِ علم، اہلِ تجربہ اور مخلص لوگوں سے مشورہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ‘‘ (سورۃ الشوریٰ:۳۸)

’’اور ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں۔‘‘

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا گیا:

’’وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ‘‘ (سورۃ آل عمران:۱۵۹)

’’اور معاملات میں ان (صحابہؓ) سے مشورہ کیجیے۔‘‘

حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے سائے میں تھے، اس کے باوجود مشورہ فرماتے تھے، تاکہ امت کو تعلیم ملے کہ اجتماعی اور اہم معاملات میں رائے لینا کوئی عیب کی بات نہیں ہے، بلکہ ہماری انفرادی اور معاشرتی ضرورت ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مشورے کی اہمیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی مشورے کے عملی نمونوں سے بھری ہوئی ہے، مثلاً: صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ علیہ السلام کا حضرت اُمّ سلمہؓ سے مشورہ لینا، چنانچہ سن ۶ ہجری میں جب مسلمان عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے تو کفارِ مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر روک دیا۔ طویل گفت وشنید کے بعد صلح حدیبیہ کا معاہدہ طے پایا۔ معاہدے کے مطابق مسلمانوں کو اسی سال واپس جانا تھا۔

صحابۂ کرامؓ جذباتی کیفیت میں تھے، وہ عمرہ کی اُمید سے آئے تھے، اس لیے واپسی ان پر گراں گزر رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو فرمایا کہ احرام کھول دیں اور قربانی کرلیں، مگر غم اور جذبات کی کیفیت سے صحابہؓ خاموش رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمے میں تشریف لائے اور اپنی زوجۂ مطہرہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس حوالے سے مشورہ فرمایا کہ کیا کیا جائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ’’یا رسول اللہ! آپ خود باہر جاکر قربانی فرمادیں اور سر منڈوالیں، صحابہؓ آپ کو دیکھ کر خود آپ کی اتباع کرلیں گے۔‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مشورے پر عمل فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے صحابہؓ نے بھی یہی عمل دہرایا جس سے فوری طور پر معاملہ آسان ہوگیا۔ (صحیح البخاري، كتاب الشروط)

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ:

❶ - عورت اگر صاحبِ رائے اور مشاورت کی اہلیت رکھتی ہو تو اس سے بھی مشورہ لیا جاسکتا ہے۔

❷ - مشورہ عمر کا محتاج نہیں، قابلیت کا محتاج ہے۔

❸ - مشکل حالات میں اہلِ بصیرت سے رائے لینا سنتِ عمل ہے۔

❹ - مشورہ کسی خیر خواہ اور مخلص بندہ سے لینا چاہیے جو دل میں آپ کے لیے نیک جذبات رکھتا ہو۔

## کن لوگوں سے مشورہ کرنا چاہیے؟

ہر شخص مشورے کے قابل نہیں ہوتا۔ شریعت نے مشاورت کے کچھ اصول سمجھائے ہیں:

### اہلِ علم و تجربہ سے مشورہ کرنا

جس شعبے کا مسئلہ ہو، اسی کے ماہر سے مشورہ کیا جائے، مثلاً:

① - دینی و شرعی مسئلہ علماء و مفتیان سے۔

② - کاروباری مسئلہ تجربہ کار کاروباری سے۔

③ - طبی مسئلہ ماہر ڈاکٹر اور معالج سے کیا جائے۔

### دورِ حاضر کا بڑا مسئلہ

یہ عقل اور شریعت دونوں کا تقاضا ہے کہ جب انجینئر شریعت سمجھائے، عالم کاروبار کے گر بتائے، ڈاکٹر، فنکار اور یوٹیوبر بن جائے تو یہ سب مشورے کے اہل نہیں ہوتے، بلکہ انسانی نظامِ زندگی کو ہی متاثر کر دیتے ہیں۔

### مشورہ دینے والے کا امانت دار اور خیر خواہ ہونا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ'' (سنن ترمذی، حدیث: ۲۸۲۲)

''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔''

یعنی مشورہ دینے والے پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

① - خلوص و ہمدردی کے ساتھ درست مشورہ دینا

② - مشورہ کو راز رکھنا

اگر کوئی شخص رشتے، کاروبار یا کسی بھی حساس معاملہ کے بارے میں پوچھے تو حقیقت چھپانا

درست نہیں، جو علم میں ہے بتانا چاہیے، جو علم میں نہیں ہے تب بھی واضح کردینا چاہیے، ٹال مٹول سے کام لینا مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ علماء یہاں تک بتاتے ہیں کہ مشورے کے دوران غیبت کرنا بھی جائز ہے، مثلاً کوئی کسی سے کاروبار یا رشتہ کرنا چاہ رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ وہ فراڈی ہے یا شرابی ہے تو اس بات کو مشورے میں رازدارانہ انداز سے بیان کردینا غیبت نہیں ہے، بلکہ خیر خواہی ہے اور اس بات کو دوستی یاری یا بلاوجہ اچھا بننے کے چکر میں چھپا دینا خیانت ہے، کیونکہ مشورہ امانت ہے اور امانت میں رازداری اور دیانت داری دونوں کا لحاظ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

## مشورہ حکم ہوتا ہے؟

نہیں، مشورہ حکم نہیں ہوتا بلکہ مشورہ مشورہ ہی ہوتا ہے، جس پر عمل کرنا نہ کرنا مشورہ لینے والے کی اپنی مرضی ہے، ضروری نہیں کہ وہ مشورہ دینے والے کی بات لازمی مان لے، کیونکہ مشورہ دینے والے نے فقط خیر خواہی میں مشورہ دیا ہے اور اپنی ہمدردی کا اظہار کیا ہے، جج بن کر آرڈر نہیں دیا کہ اس کا حکم ہر حال میں نافذ کیا جائے۔

## حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت مغیث رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سے شدید محبت کرتے تھے، مگر حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہؓ سے فرمایا:

''اگر تم اپنے شوہر کے پاس واپس چلی جاؤ تو بہتر ہے۔'' حضرت بریرہؓ نے عرض کیا: ''اَتَأْمُرُنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟''، ''یارسول اللہ! کیا یہ حکم ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إِنَّمَا أَنَا شَافِعٌ''، ''نہیں، میں تو صرف سفارش/مشورہ دے رہا ہوں۔'' اس پر حضرت بریرہؓ نے عرض کیا: ''پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' (صحيح البخاري)

## آپ علیہ السلام کا حکیمانہ ردعمل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر ناراض نہیں ہوئے، کیونکہ آپ علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بالغ لڑکی ہے اور بالغ لڑکی کسی کے ساتھ رہنا پسند کرے نہ کرے، یہ اس کی اپنی زندگی اور مرضی کا فیصلہ ہوا کرتا ہے، اس پر کوئی بھی شخص یہاں تک کہ اس کے والدین بھی زبردستی نہیں کرسکتے۔ یہاں سے معلوم ہوا:

① - مشورہ ماننا لازم نہیں۔

②-اختلافِ رائے پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔

③-مشورہ خیر خواہی ہے، جبر اور عدالتی فیصلہ نہیں ہے۔

## مشورہ کی اہلیت جانچنے کا عجیب تجربہ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: اگر کسی مجلس میں سب سے مشورہ لیا جائے اور آخر میں پتہ چلے کہ سب کی ایک ہی رائے ہے تو مفتی صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کے دو مطلب نکل سکتے ہیں:

۱-ایک تو یہ کہ مجلس میں موجود تمام افراد نااہل اور نالائق ہیں، ان میں رائے دینے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

۲-دوسرا یہ کہ اگر وہ اہلیت رکھتے ہیں تو پھر سب کے سب خائن ہیں اور خیانت کر رہے ہیں اور کسی کے جبر، خوف، بزدلی یا ڈر کی وجہ سے اپنی رائے پیش نہیں کر رہے۔ (مجالس مفتی اعظمؒ)

اسی لیے فرمایا کہ مشورہ کوئی معمولی عمل نہیں ہے، اس کے لیے بہت سی صفات کا حامل ہونا ضروری ہے، جن میں بہادری، اہلیت و قابلیت، تجربہ کاری، خیر خواہی، امانت داری، صاف گوئی اور رازداری جیسی اہم صفات شامل ہیں۔

## استخارہ کا مطلب؟

''استخارۃ'' عربی لفظ ''خَیْر'' سے نکلا ہے، جس کا آسان مطلب ہے: ''اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا۔''

## استخارہ کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

استخارہ میں انسان اپنے علم، طاقت، اختیار اور تدبیر کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے کہ:

''اے اللہ! میرے لیے جو بہتر ہو وہی مقدر فرما۔''

کیونکہ میں نہیں جانتا کہ میرے لیے دین و دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر کیا ہے، میرا علم، تجربہ، طاقت، اختیار اور سوچ سب محدود ہیں، یہ سب مجھے حقیقت تک نہیں پہنچا سکتے، اسی لیے میں اپنی محتاجی کا اظہار زمین والوں سے مشورہ کر کے اور آسمان والے سے استخارہ کی صورت میں کر رہا ہوں۔

## استخارہ کی اہمیت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.'' (صحیح البخاری، حدیث:۱۱۶۶)

''رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔''

## استخارہ کا مسنون طریقہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ.'' (صحیح البخاری)

''جب تم میں سے کوئی کسی اہم کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعت نماز (نفل) پڑھے۔''

پھر یہ دعا پڑھے:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (یہاں اپنے کام کا نام لے) خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ، وَمَعَاشِيْ، وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ - اَوْ قَالَ: عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ - فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ، وَمَعَاشِيْ، وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ - اَوْ قَالَ: عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ - فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ، وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ.'' (صحیح بخاری)

## اردو ترجمہ

''اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے خیر مانگتا ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعے طاقت چاہتا ہوں، اور تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام غیبوں کا خوب جاننے والا ہے۔

اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (یہاں اپنے کام کا نام لے) میرے دین، میری دنیا (معاش)، اور میرے انجام کے اعتبار سے یا فرمایا: میرے موجودہ اور آئندہ معاملے کے لحاظ سے میرے لیے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما، اسے میرے لیے آسان فرما، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما۔

اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میری دنیا (معاش)، اور میرے انجام کے اعتبار سے یا فرمایا: میرے موجودہ اور آئندہ معاملے کے لحاظ سے میرے لیے برا ہے تو اسے مجھ سے دور کردے اور مجھے اس سے دور کردے، اور میرے لیے خیر مقدر فرما جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کردے۔‘‘

## استخارہ: آسان دعا اور آسان نماز

دو رکعت نفل نماز (سوائے مکروہ اوقات کے) پڑھ کر سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا مانگی جائے، جس کام کے لیے استخارہ کرنا ہو، دعا میں ’’هٰذَا الْأَمْرَ‘‘ کے مقام پر اس کام یا شخص کا نام لے یا تصور کرے۔

## استخارہ کا مقصد

استخارہ کوئی جادوئی یا عملیات قسم کا عمل نہیں ہے، بلکہ استخارہ میں تو انسان اپنی عاجزی کا اعتراف کرتا ہے، اللہ کے علم پر اعتماد کرتا ہے، اللہ سے خیر مانگتا ہے، شر سے حفاظت طلب کرتا ہے اور بس دعا مانگتا ہے۔

## استخارہ کے بعد خواب یا نشانی آنا ضروری ہے؟

یہ ایک عام غلط فہمی ہے، کیونکہ استخارہ کے لیے خواب آنا شرط نہیں، بلکہ معاملات کا آسان ہوجانا، دل کا مطمئن ہوجانا، اللہ کی طرف سے رہنمائی کا مل جانا، غلطیوں اور دھوکہ سے محفوظ رہنا، حالات و واقعات کا شعور پیدا ہونا، صحیح غلط کی صلاحیت اور پہچان کا پیدا ہونا اور پھر اسباب کا انتظام ہوجانا وغیرہ، یہ استخارہ کا مقصد ہے۔

## دعا کے بعد خواب: ایک عجیب آرزو

استخارہ ایک دعا ہے اور دعا مانگ کر خواب کا انتظار کرنا اور لال، کالے اور پیلے رنگوں کا انتظار

کرنا یہ سب ڈھونگ اور فریب ہے۔

## ایک سے زیادہ مرتبہ استخارہ

اگر ایک مرتبہ استخارہ کرنے سے اطمینان نہ ہو تو دوبارہ بھی استخارہ کیا جاسکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ تک کیا جاسکتا ہے اور اس طرح ایک دن میں ایک سے زائد مرتبہ بھی ہوسکتا ہے اور الگ الگ دنوں میں بھی ہوسکتا ہے۔

## دوسروں سے استخارہ نکلوانا

استخارہ ایک دعا ہے اور دعا اپنے لیے جو خود کی جاسکتی ہے وہ کوئی دوسرا آپ کے لیے کبھی نہیں کرسکتا۔ جو آہ، تڑپ، دلسوزی، خشوع، گریہ اور درد ہم خود محسوس کرسکتے ہیں' کوئی دوسرا قیامت تک ہمارے لیے ایسا جذبہ پیدا نہیں کرسکتا۔ بقول اقبالؒ:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

خاص کر بعض لوگ جو پیسے لے کر استخارہ نکلوانے کا دھندا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے ہاتھوں کا شکار ہمیشہ دین سے نابلد اور جاہل عوام ہی ہوتی ہے اور پھر بعد میں پورے مذہبی طبقے کو ان حرکتوں کے طعنے برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

## استخارہ کی مختصر سی دعا

بعض اوقات ضرورت اور ایمرجنسی کے موقع پر یہ مختصر سی دعا بھی استخارہ کے لیے لیٹے، بیٹھے، چلتے پھرتے پڑھ سکتے ہیں:

''اَللّٰھُمَّ خِرْلِيْ وَاخْتَرْلِيْ.''

''اے اللہ! میرے لیے خیر کا فیصلہ فرما اور میرے لیے بہترین انتخاب کردے۔''

## استخارہ اور استشارہ کا باہمی تعلق

بعض لوگ صرف استخارہ کرتے ہیں مگر مشورہ نہیں لیتے، اور بعض صرف لوگوں سے پوچھتے ہیں، مگر اللہ سے رجوع نہیں کرتے، جبکہ سنت یہ ہے کہ:

پہلے استشارہ، پھر استخارہ، پھر توکل علی اللہ۔

## استخارہ اور استشارہ کے دنیوی فوائد

اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ جوان دو اعمال کے بعد کوئی نیا قدم اُٹھاتے ہیں تو وہ کبھی بھی پچھتاوے، دھوکے اور شرمندگی کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ اللہ ان کی ضرور مدد کرتا ہے اور یہ اعمال کر کے اپنی کھلی آنکھوں سے تجربہ کر کے دیکھ سکتے ہیں، ان شاء اللہ۔

## خلاصہ

❶ - اہل لوگوں سے مشورہ

❷ - اللہ سے خیر طلب کرنا

❸ - پھر اعتماد کے ساتھ قدم اٹھانا

زندگی کے راستے ہمیشہ واضح نہیں ہوتے۔ کبھی رشتے، کبھی تعلیم، کبھی کاروبار، کبھی رہائش، کبھی ملازمت اور کبھی زندگی کے بڑے فیصلے انسان کو شک اور تذبذب میں ڈال دیتے ہیں۔

ایسے وقت میں مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی عقل پر غرور نہ کرے، بلکہ اہلِ خیر سے مشورہ لے، اللہ سے استخارہ کرے اور بالآخر نتائج اللہ کے سپرد کردے، کیونکہ ''وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ''، ''اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' اور اللہ تمہیں کبھی بھی گرنے نہیں دے گا، ان شاء اللہ۔

..... ۞ ..... ۞ ..... ۞ .....